شكوربېك بېئشېنالىيېف
يىنگ والا ميهنا

عزیز

عزیز گلہ‌بان کا لڑکا ہے اور گرمی جاڑے سدا وہ اونچی پہاڑی چراگاہوں پر رہتا ہے۔ عزیز کا باپ سارے دن بھیڑوں کے بڑے بڑے گلوں کی نگرانی کرتا رہتا ہے اور ماں نمدے کے خیمے میں باپ کا انتظار کرتی ہے، کھانا تیار کرتی ہے، کپڑوں کی مرمت کرتی ہے اور شام کو بھیڑوں کو باڑے میں ہنکا کر لانے میں مدد دیتی ہے۔

اب آخری بھیڑ کو باڑے کے اندر کرکے باپ خیمے میں آیا ہے۔ اس نے چھوٹے عزیز کو گود میں اٹھا لیا اور اچھالنے لگا۔

ماں پریشان ہوگئی۔

''بس ہو چکا، تم اس کو گرا دوگے!''

''گلہ‌بان کے لڑکے کو نڈر اور مضبوط ہونا چاہئے'' باپ نے ہنس کر کہا ''جلد ہی یہ بڑا ہو جائے گا اور اصلی گلہ‌بان کی طرح گھوڑے پر شہسواری کریگا۔''

ماں ہاتھ بڑھا کر عزیز کو بلاتی ہے۔

''آ، میرے پاس آجا۔''

لیکن عزیز کو باپ کے پاس ھی زیادہ اچھا لگتا ھے۔ باپ اتنا بڑا اور طاقتور ھے۔ اس کے گلہبانوں‌والے خلعت سے بھیڑوں کے اون اور الاؤ کے دھوئیں کی مہک آتی ھے۔

پھر ایک صبح کو باپ نے کہا:

''میں آج عزیز کو اپنے ساتھ چراگاہ لے جاؤنگا۔''

ماں پریشان ھوکر بولی:

''نہیں، نہیں۔ وہ ابھی چھوٹا ھے۔''

انھوں نے بحث مباحثہ کرکے یہ فیصلہ کیا کہ جس کی گود میں عزیز چلا جائے اسی کے پاس وہ رہےگا۔

عزیز کو خیمے کے بیچ میں بٹھا دیا اور ماں باپ دونوں نے اس کو اپنی اپنی طرف بلانا شروع کیا:

''عزیز، عزیز، میرے پاس آ، میرے پاس آجا!''

عزیز نے ماں کی طرف دیکھا اور ماں نے اس کی طرف ھاتھ بڑھا دیا اور اس کو بڑے پیار سے دیکھا۔

پھر اس نے باپ کی اور دیکھا۔ باپ نے اس کو اپنا بڑا سا ھاتھ دکھایا۔

عزیز بھاگ کر باپ کے پاس ھو رہا۔

''میں تمھیں گھوڑے کی سواری اور گلوں کی نگرانی کرنا سکھاؤنگا۔''

وہ دونوں خیمے سے نکلے۔ باپ کاٹھی کھنچے ھوئے گھوڑے پر بیٹھ گیا، عزیز کو اپنے آگے بٹھا لیا اور وہ خوشی خوشی باتیں کرتے ھوئے گلے کی طرف چل پڑے۔

ماں خیمے میں رہ گئی۔ وہ دیر تک ان کو جاتے دیکھتی رھی اور پھر مٹکی سے دودھ انڈیلا اور تھیلے میں روٹی رکھ کر ان کے پیچھے روانہ ھوگئی۔

عزیز گلہبان بن گیا

عزیز جب سے پہلی بار چراگاہ میں پہنچا اسکو دنیا میں سب سے زیادہ یہ پسند آیا کہ وہ باپ کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ کر بڑے بڑے بھیڑوں کے گلے کی نگرانی کرے۔

جب وہ خیمے میں ماں کے پاس رہتا تھا تو اس نے بھیڑوں کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا تھا۔ اور اب...

بٹیر کی طرح باپ کے خلعت سے سر نکالے مخملی کمبل پر جو کورپوچو کہلاتا ھے

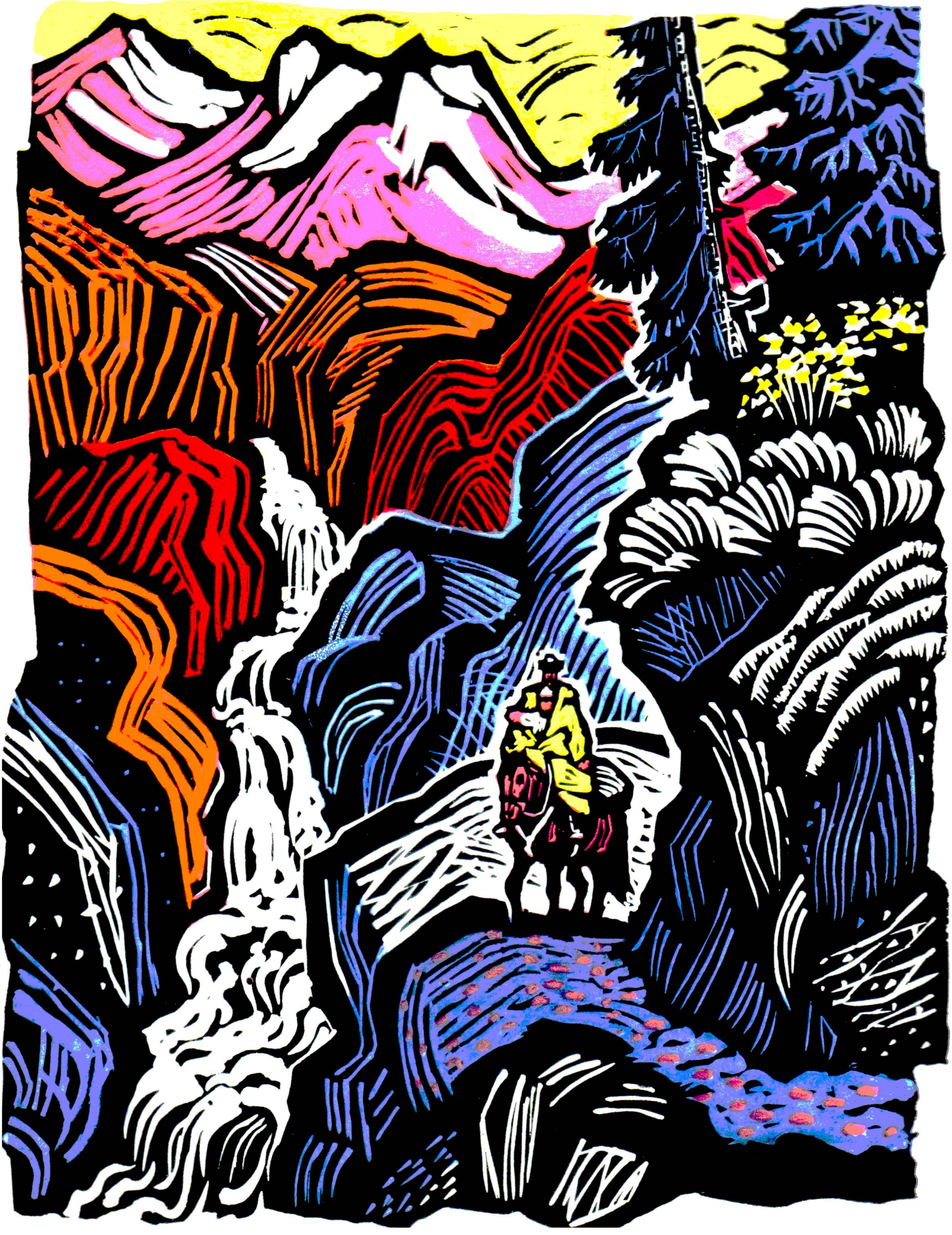

بڑے سے گھوڑے کی پیٹھ پر عزیز بیٹھا ہے۔
گھوڑا اسکو اسطرح جھلا رہا ہے جیسے وہ پالنے میں ہو اور عزیز کو ایسا لگتا ہے
جیسے اس کا قد بڑھکر پہاڑوں سے بھی اونچا ہو گیا ہے جن سے پہلے عزیز ڈرتا تھا اور اب عزیز نے ان کو قریب سے جو دیکھا تو وہ ایسے ڈراؤنے نہیں معلوم ہوئے بلکہ خوبصورت لگے۔

عزیز نے جب پہاڑوں پر پہلی بار درختوں کی پتیاں چھوئیں تو خوشی سے خوب ھاتھ ھلائے۔

''پیڑ، پیڑ!.. اے!''

''یہ ہے صنوبر... یہ ہے برچ... اور یہ ہے شہدوالی بیل...'' باپ اس کو ایک ایک درخت اور جھاڑی کا نام بتاتا۔

''صنوبر ... برچ ...'' عزیز دھراتا۔

وہ چاھتا تھا کہ اس کو سب کچھ فوراً یاد ہو جائے۔ لیکن کیا یکدم کوئی درختوں میں فرق کرسکتا ہے!

جب وہ باپ کے ساتھ پہاڑ کے اس پار گئے تو عزیز نے آبشار دیکھا جو سفید جھاگ نکالتا، شور مچاتا اور گرجتا چٹانوں سے گر رہا تھا۔

''پانی پانی!'' عزیز چلایا۔

باپ نے گھوڑا ٹھہرا لیا اور پیار سے عزیز کے گھونگریالے بال سہلائے اور مسکرا کر کہنے لگا:

''یہ آبشار ہے۔''

عزیز نے حیرت سے باپ کو دیکھا۔

''آبشار؟''

''ھاں، سچ مچ'' باپ بولا ''آبشار۔ مطلب یہ کہ پانی گرتا ہے۔ دیکھ نا، پانی چٹانوں سے نیچے گر رہا ہے۔''

''آب ... شار! آب ... شار'' عزیز چلایا اور اس کی آواز آبشار کے شور میں ڈوب گئی۔

عزیز ہر روز باپ کے ساتھ پہاڑوں پر جاتا اور ہر دن کوئی نہ کوئی نئی بات جانتا۔

عزیز بغیر باپ کے گھبراتا ہے

جب عزیز سارے سارے دن باپ کے ساتھ رہتا تو ماں اس کے بغیر اکتاتی لیکن بعد میں وہ اس کی عادی ہو گئی۔

''سب لڑکے ماں سے زیادہ باپ کو چاہتے ھیں،، اس نے یہ فیصلہ کر کے صبر کر لیا۔
جب شام کو باپ اور بیٹا چرا گاہ سے بھیڑوں کو ھنکالاتے تو ماں ان سے ملنے کے لئے پہنچ جاتی اور عزیز کو گھوڑے سے اتار کر خیمے میں لاتی جو تھکا لیکن خوش ھوتا۔ عزیز فوراً سو جاتا اور رات کو خواب میں اسکو آبشار، پہاڑوں کی بلندیوں پر نیلے صنوبر اور بھیڑوں کے بڑے گلے دکھائی دیتے۔
ایک دن ماں نے عزیز کو نہیں جگایا اور وہ خیمے میں ھی رہ گیا۔ جب عزیز جاگا تو لگا رونے اور باپ کو پکارنے۔ چاھا کہ اس کے پاس پہاڑوں میں بھاگ جائے۔
ماں نے عزیز کے سامنے طرح طرح کی مزیدار چیزیں رکھیں، کہانیاں سنائیں لیکن عزیز برابر ضد کرتا رھا:
''میں ابا کے پاس جاؤنگا! ابا کے پاس!،،
شام تک ماں عزیز کو نہیں بہلا سکی۔ اس واقعے کے بعد ماں ھر صبح بیٹے کو جگا دیتی اور باپ کے ساتھ جانے کے لئے تیاری میں مدد دیتی۔

''میں باپ پر یہ ثابت کردونگا کہ اب میں بڑا ھو گیا ھوں،،

صبح سے شام تک عزیز باپ کے ساتھ گھوڑے پر رھتا اور اس کو بڑے گلے کی نگرانی میں مدد دیتا۔
وہ اصلی گلہ‌بان کی طرح الاؤ پر تیار کیا ھوا کھانا کھاتا اور گھوڑے کی زین پر سر رکھ کر کسی صنوبر کے نیچے کمبل پر سوجاتا۔ اب وہ بہت سی نئی باتیں جان گیا تھا۔ اس نے پہاڑی سبزہ زاروں میں گھنی گھاس کے اندر راستہ بنانا اور پہاڑی ڈھلانوں پر ریوندچینی، پندک اور سانپ‌چھتریاں جمع کرنا اچھی طرح سیکھ لیا۔ حتی کہ وہ اب اپنے اوپر منڈلاتے ھوئے بڑے بڑے عقابوں سے بھی نہیں ڈرتا تھا۔

ایک دن عزیز اپنے باپ کے ساتھ سر سبز پہاڑی پر بیٹھا بھیڑوں کی نگرانی کر رہا تھا۔ گھوڑا گھاس چر رہا تھا۔ اس کے اگلے پیر ساندن سے بندھے تھے۔ یکایک باپ اچک کر کھڑا ہو گیا:

”بھیڑیں! ارے بھیڑیں تو دور نکل گئیں!“

”میں خود، خود!“ عزیز چلایا اور بھیڑوں کی طرف بھاگا ”ھاں، میں باپ پر یہ ثابت کر دونگا کہ اب میں بڑا ھوگیا ھوں“، اِس نے سوچا۔

اور بھیڑیں گھاٹی میں دور تک پھیل گئی تھیں۔

”ھا ھا! ھا ھا!“ عزیز چلایا اور بھورے بھیڑے کو جو گلے میں سب سے بڑا تھا دوڑا کر ھنکانے لگا۔

باپ پہاڑی پر کھڑا تھا اور بیٹے کو دیکھ کر خوش ھورھا تھا۔ وہ اس بات پر خوش تھا کہ بیٹا اس کی مدد کررھا ھے۔

بھیڑیں گھاٹی میں بھورے بھیڑے کے پیچھے چلی جا رھی تھیں جو ان کا سردار تھا۔

عزیز چلاتا ھوا بھیڑے کی طرف دوڑا۔ لڑکے کو دیکھ کر بھیڑے نے سر اٹھایا، کان ھلائے اور جیسے کچھ سنا ھی نہ ھو پھر گھاس چرنے لگا۔ عزیز کو غصہ آگیا اور اس نے کئی بار بھیڑے کو مارا اور پھر اس کا کان پکڑا تاکہ اس کو واپس لے جائے۔ بھورے نے اپنا سر جو ھلایا تو عزیز گھاس پر آرھا لیکن فوراً ھی کود کر کھڑا ھو گیا اور دونوں ھاتھوں سے بھیڑے کے اون میں لٹک گیا۔ بھورا جو ابھی تک خاموش کھڑا تھا، اچانک ڈر کر چھلانگیں بھرنے لگا اور عزیز گھاس پر اس کے پیچھے گھسٹ رھا تھا۔ لیکن عزیز ھار ماننا نہیں چاھتا تھا۔ وہ بھورے کی گردن مضبوطی سے پکڑے تھا۔ آخرکار اسمیں قوت نہیں رھی اور وہ گھاس پر گر گیا۔

بھورا کھڑا ھو گیا، اپنا سرھلایا اور اچانک اپنے تیز کھر لڑکے کے پیر پر مارے۔ عزیز جوش میں اچکا اور بھورے کا پیچھا کرنا چاھا لیکن پیر جواب دے گئے، سر چکرایا اور وہ پھر گرپڑا۔

باپ جو دور سے بیٹے کو دیکھ رھا تھا ڈرگیا اور اس کی طرف بھاگ کر آیا تو دیکھا کہ عزیز گھاس پر بےحرکت پڑا ھے۔ اس کے پیر پر خون ھے...

باپ نے جھک کر عزیز کو گود میں لیا اور اس کو اپنے چوڑے سینے سے خوب چمٹا لیا۔

عزیز نے کیسے شفا پائی

عزیز کئی دنوں سے بستر پر پڑا ھے۔ اس کی اماں اس کے پاس سے اٹھکر نہیں جاتی۔ اب بیٹے کی خدمت کرنے میں کوئی خلل نہیں ڈالتا۔ وہ طرح طرح کے مزیدار کھانے اس کے لئے پکاتی ھے۔ کبھی کوارداک، کبھی مانتی تو کبھی بیش برماک۔

لیکن عزیز کو ایسی زندگی پسند نہیں ہے۔ وہ بستر پر پڑے پڑے اکتا گیا۔ وہ باپ کے پاس چراگاہ جانا چاھتا ہے۔
ایک دن صبح کو جب عزیز جاگا تو اس نے باپ کو بستر پر بیٹھے دیکھا۔ عزیز اٹھ پڑا اور باپ کا ھاتھ پکڑ کر چلایا :
''میں تمھارے ساتھ جانا چاھتا ھوں... یہاں سے چلو!،،
''اچھا، بیٹا، اچھا،، باپ نے مسکرا کر کہا ''ابھی چلتے ھیں، ماں! بیٹے کو کپڑے تو پہنا دینا۔،،
باپ نے گھوڑے پر بیٹھ کر اپنے سامنے پروں کا نرم گدیلا رکھا اور عزیز کو اس پر بٹھا لیا اور وہ دونوں چل پڑے... لیکن چراگاہ کو نہیں، بلکه بالکل دوسری سمت۔
''ھم کہاں جا رہے ھیں؟،، عزیز نے پوچھا۔
''گاؤں کو، بیٹا،، باپ نے کہا اور گھوڑے کو تیزی سے دوڑایا۔
اور اب چاہے صاف ھوا سے ھو، چاھے تیز رفتار سفر سے، عزیز کو یکدم اچھا محسوس ھونے لگا۔ حتی که زخم میں بھی درد نہیں رھا۔
وہ دیرتک چلتے رہے، وادی میں نیچے کی طرف اترتے گئے۔ آخرکار ایک جھیل کے کنارے پہنچے جہاں بہت سے سفید خیمے نصب تھے۔ باپ گھوڑے سے اترا، عزیز کو گود میں لیا اور ایک خیمے میں داخل ھوا۔
اس خیمے میں دوکان تھی جو طرح طرح کی انوکھی چیزوں سے بھری تھی۔ ان کو دیکھ کر عزیز کی آنکھیں ھر طرف دوڑنے لگیں۔
کاؤنٹر پر ایک موچھیل، شوخ اور مہربان آنکھوں والا چاچا بیٹھا تھا۔ مہمانوں کو دیکھ کر وہ اٹھا اور اخلاق سے صاحب سلامت کی۔ باپ نے اس سے کچھ کہا۔ چاچا نے سر ھلایا، عزیز کی طرف دیکھ کر آنکھ ماری اور کہیں کاؤنٹر کے پیچھے چلا گیا۔
وہ ھاتھ میں چھوٹا سا بادامی سوٹ اور بادامی جوتے لیکر لوٹا۔
''لیجئے، باقر آقا!،، بیچنےوالے نے کہا ''بالکل تمھارے بہادر بیٹے ھی کے لئے ہے۔،،
عزیز کا دم سا گھٹنے لگا— یہ سب اسی کے لئے ہے نا؟
اور باپ اطمینان سے مسکرایا، جیب سے پیسے نکالے، کچھ کاغذ گن کر بیچنے والے کی طرف بڑھا دئے۔
''اچھا اس شریر کے لئے مٹھائی تو دینا، ذرا خوب زیادہ!،،
بیچنے والے نے پھر عزیز کی طرف آنکھ ماری اور مٹھائی، بسکٹ اور حلوا تول کر ایک بڑے پیکٹ میں رکھا اور باپ کو دے دیا۔
وہ اس دوکان سے نکل کر برابر والے خیمے میں گئے۔
یہ جگه عزیز کو اور زیادہ پسند آئی۔ اس نے اس خیمے جیسی صفائی کہیں نه دیکھی تھی اور بڑی اچھی مہک بھی آرھی تھی۔
ان سے ملنے کے لئے سفید خلعت پہنے ایک لڑکی اٹھی۔ عزیز نے سوچا که یہ بھی کوئی بیچنےوالی ہے اور خرید کی جانےوالی چیزوں کےلئے پہلے سے ھی خوش ھونے لگا۔

لیکن بات دوسری ہی نکلی۔ باپ نے لڑکی سے کچھ کانا پھوسی کی اور پھر زور سے کہا:

''چلو عزیز، ذرا نیا سوٹ تو ناپیں!،،

لڑکی نے پھرتی سے عزیز کو تخت پر بٹھادیا جو سفید چادر سے ڈھکا تھا اور اس کے جوتے اتارنے لگی۔

تب عزیز کی سمجھ میں آیا کہ یہ لڑکی کوئی بیچنے والی نہیں بلکہ ڈاکٹر ہے۔

جب تک باپ نے اس کے کپڑے بدلے، اس نے عزیز کا زخم دیکھا اور کوئی دوا لگا کر اس کو اچھی طرح لپیٹ دیا۔

عزیز کے اگرچہ درد ہوا لیکن وہ کراہا تک نہیں۔

''تو سچ مچ بہادر بیٹا ہے!،، لڑکی نے مسکرا کر کہا ''اچھا اب کھڑا ہوجا۔ ڈر نہیں۔،،

لڑکی نے عزیز کو فرش پر کھڑے ہونے میں مدد دی اور ہلکے سے دھکا دیا۔

عزیز ذرا سہارا لئے رہا کہ کہیں گر نہ جائے۔ کمزور پیر کانپ رہے تھے۔

لیکن اب اس نے پہلا قدم اٹھایا، پھر دوسرا ... تیسرا۔ اور چند منٹ بعد وہ تقریباً زخم کو بھول چکا تھا۔

لڑکی نے باپ کو دوا اور پٹیاں دیں اور چلتے وقت کہا:

''پٹی کو ایک دن چھوڑ کر بدلنا ہے۔ جلد ہی یہ بالکل اچھا ہو جائے گا۔،،

بھورے کو کیسے سبق سکھایا گیا

''رک جا، بیٹے،، باپ نے عزیز سے کہا ''وہ وقت بھی آئے گا جب اس بھورے بھیڑے سے سمجھ لیں گے۔،،

عزیز بےچینی سے منتظر تھا۔ چاہتا تھا کہ جلدی سے اپنے مخالف کے پاس پہنچے اور اس سے زخم کا بدلہ لے۔

ایک دن جب عزیز بالکل اچھا ہو گیا تو باپ نے کہا:

''بیٹا، تیار ہو جا۔ اب اس بھورے کو سبق دینے کا وقت آگیا۔،،

عزیز نے دیوار سے چابک کھینچ لیا اور چلایا:

''اس کو ماریں گے، ہے نا؟''

باپ نے ملامت‌آمیز انداز میں سر ہلایا۔

''ماریں گے کیوں؟ صرف اس کو سکھائیں گے کہ نگراں کی عزت کرے۔ ایسا سیدھا ہو جائےگا کہ خود کو نہیں پہچانےگا۔ لیکن دیکھ ڈرنا نہیں اور اگر ڈر لگے تو فوراً کہہ دینا۔''

''نہیں، ڈرتا نہیں،'' عزیز نے جواب دیا لیکن ڈر سے دل جیسے کسی نے پکڑ لیا ہو۔

باپ اور عزیز اپنے خیمے سے نکل کر گلے کی طرف چلے۔

بھورے بھیڑے نے جگالی بند کر دی اور عزیز کو گھورنے لگا۔

باپ بھیڑے کے پاس گیا اور اسکو پکڑنا چاہا۔ لیکن بھورا چوکڑی بھر کر بھاگا۔ بھڑکی ہوئی بھیڑیں بھی ایک طرف بھاگیں۔

باپ بھورے کے پیچھے دوڑا اور اس کو جالیا۔ پھر اس کا پچھلا پیر تھام لیا اور اچک کر اس کے اوپر جابیٹھا۔ بھیڑے نے سرکش گھوڑے کی طرح ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا۔ وہ بھاگتا، کبھی سرپٹ تو کبھی دلکی۔ حتی کہ کئی بار چھلانگ بھی لگائی۔ لیکن بھلا ابا کو کیا پھینک سکتا تھا، وہ تو بڑے تجربےکار سوار تھے۔

بہر حال بھیڑا کوئی گھوڑا تو ہوتا نہیں۔ بھورا جلدھی تھک گیا اور ڈھیلے، چھوٹے اور ڈگمگاتے قدموں سے چلنے لگا۔ تب باپ عزیز کے پاس آیا اور اس کو اپنے پیچھے بیٹھا کر کہا:

''دیکھ، ہم نے بھورے کو سبق سکھایا نا۔ اب وہ ہماری بات سنےگا۔ جہاں لےجاؤگے جائیگا۔''

عزیز بھیڑے کی آرام دہ، نرم پیٹھ پر جا ڈٹا اور اس کے پہلو میں ایڑ لگانے لگا۔

''چل چل رے بھورے! چل!''

پتہ چلا کہ بھیڑے کی سواری گھوڑے سے کہیں اچھی ہے۔ عزیز گلے کے درمیان بھورے پر سوار دیر تک گھومتا رہا اور بھیڑیں ان کو آنکھیں پھاڑپھاڑکر دیکھتی رہیں۔

آخر بھورا کھڑا ہو گیا۔ وہ زور زور سے ہانپ رہا تھا۔ اس کا اون بھیگ گیا تھا اور چاندی کی طرح چمک رہا تھا۔

باپ بھیڑے سے اتر پڑا اور عزیز سے کہا:

''اب یہ بالکل بھیں بھول گیا۔ اب اس کے اوپر سواری کرنا۔''

اس دن سے عزیز کا اپنا ''گھوڑا'' ہوگیا۔ وہ بھورے بھیڑے پر سوار ہوکر گلے کو جاتا اور گھر بھی اسی پر سوار لوٹتا۔

گرمیاں گذر گئیں اور خزاں مین سب بھیڑیں گوشت کے کارخانے کو دے دی گئیں۔

آخر میں بھورے بھیڑے کو تولا گیا۔

اور جب اس کو وہاں سے لے جایا گیا تو عزیز باپ کے پیچھے چھپ کر رونے لگا۔ دوست سے جدائی اس کےلئے رنج کی بات تھی۔

وہ سب لوگ جو یہاں تھے — پنچائتی فارم کا صدر، فرم کا منیجر، انسپکٹر — سبھی باپ کی بڑی اور چربی‌دار بھیڑوں کی تعریف کر رہے تھے۔

باپ نے زور سے مسکراتے ہوئے کہا :
''آدھی خدمت تو میرے مددگار کے حصے میں آتی ہے ۔ ادھر آ بیٹا، شرما نہیں ۔،،
صدر نے غالباً یہ بھانپ لیا کہ بھورا بھیڑا عزیز کا چہیتا تھا ۔ وہ لڑکے کے پاس آیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا :
''باقر آقا، کل آ کر خود میمنوں کو چھانٹ لینا اور عزیز کو ان کی دیکھ بھال کرنے دینا ۔ وہ تو اب سچ‌مچ گلہ‌بان ہو گیا ہے !،،

سینگ والا میمنا

دوسرے دن باپ نے دوسرے گلہ بانوں کے یہاں جا کر ہر گلے سے کئی دھائی میمنے چنے اور اپنے خیمے کی طرف ہنکالایا ۔ بعد کو اس نے عزیز سے کہا :
''دیکھو بیٹا، ہمیں ان کو پال‌پوس کر بڑا کرنا ہے۔ آئندہ سال وہ بڑے ہو جائیں گے اور ایک دو سال میں پوری طرح بڑھ جائیں گے۔ ان میں سے کچھ خود لے لو اور ان کو اچھی طرح دیکھو بھالو ۔،،
عزیز خوشی خوشی میمنوں کی طرف بھاگا اور انگلیوں پر ان کی گنتی کرنے لگا ۔
میمنے چھوٹے، سیدھے اور شرمیلے تھے ۔ سب نے عزیز کو گھیر لیا اور ہلکے سے ممیانے لگے ''ما ۔ ما ۔ ما ۔،،
عزیز کو ان پر رحم آگیا اور وہ چلایا :
''ارے جلدی سے میمنوں کو چرا گاہ لے‌چلو ! یہ تو بھوکے ہیں !،،
ماں باپ خیمے سے نکل آئے اور عزیز کے ساتھ ان کو چراگاہ کی طرف ہنکا دیا ۔
آگے آگے سب سے بڑے میمنے تھے، وہ جو بہار کے شروع میں پیدا ہوئے تھے ۔ وہ خود چرسکتے تھے اور فوراً ہی سمجھ گئے کہ ان کو کہاں ہنکایا جا رہا ہے ۔

لیکن میمنوں میں ایسے بھی تھے جو بہت چھوٹے تھے، دبلے اور کمزور۔ وہ بڑے میمنوں سے پیچھے رہ گئے اور برابر ممیانے لگے۔

عزیز نے دس سب سے چھوٹے میمنے الگ کر لئے اور باپ سے کہا:

''ان کو چرا گاہ میں ہنکانا نہیں ہے۔ میں ان کو یہاں کھلاؤنگا۔''

باپ نے بیٹے کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

''شاباش، بیٹے، خوب سوچا! باقی میمنوں کی دیکھبھال ہم ماں کے ساتھ کریں گے اور چھوٹوں کی دیکھ بھال تو اکیلا کریگا اور صرف آج ہی نہیں بلکہ ہمیشہ۔ منظور ہے؟''

عزیز نے خوشی سے سر ہلایا۔

''منظور۔ تم سے مقابلہ رہےگا۔''

اس دن سے عزیز اپنے ننھوں سے الگ نہیں ہوا۔ ان کو اپنے خیمے سے قریب ہی چراتا تھا۔

عزیز خاص کر ایک میمنے کو بہت چاہتا تھا۔ وہ برف کی طرح سفید تھا اور عزیز اسی لئے اس کو ''سنیژوک'' (برف کا گالا) کہنے لگا۔ میمنوں میں وہ سب سے سمجھدار اور پیارا تھا۔ بس عزیز نے پکارا '' سنیژوک، سنیژوک، ادھرآ'' اور سفید میمنا عزیز کے پاس بھاگ کر آیا اور اس کے پیچھے سارا گلہ بھی۔

دن بدن استیپی میدان میں چرنے والے میمنے بڑھتے اور موٹے ہوتے گئے۔ صرف ایک چھوٹا میمنا دوسروں سے مختلف تھا — بھورا میمنا جس کے چھوٹے مڑے ہوئے سینگ تھے۔ اور سب میمنے بےسینگوں کےتھے اور صرف بھورے میمنے کے سینگ تھے۔ شاید اسی وجہ سے وہ دبلا پتلا تھا؟...

عزیز کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس طرح بھورے میمنے کی مدد کرے اس لئے اس نے باپ سے صلاح کرنے کا فیصلہ کیا۔

باپ خیمے میں بورا لایا۔

''اس بورے میں'' باپ نے کہا ''کمزور اور بیمار میمنوں کے لئے دلیا ہے۔ اسے اپنے میمنے کو کھلاؤ۔''

عزیز ٹوپی میں بھرکر دلیا سینگ والے میمنے کے لئے لایا لیکن اس نے کھانا نہیں چاہا۔ صرف ناراضگی سے سر ہلا دیا۔

تب عزیز نے اس کو سینگوں سے پکڑکر زور سے ڈھکیلا اور پوری مٹھی دلیا اس کے منہ میں بھردی۔

سینگ والے نے دلیا ذرا چکھی اور خود ہی ٹوپی کی طرف بڑھکر شوق سے کھانے لگا۔

عزیز اس وقت تک میمنے کے پاس کھڑا رہا جب تک اس نے ساری دلیا نہیں کھالی۔

پھر عزیز چشمے کے پاس جاکر ٹوپی میں پانی بھر لایا اور سینگ والے کی طرف بڑھایا۔

''لے پی، پی۔ میرے ہاتھ سے کھانا پینا سیکھ!''

سینگ والا فرمانبرداری سے ٹوپی کی طرف بڑھا اور پانی پینے لگا۔

''سنیژوک، سنیژوک، آجا میرے پاس،، عزیز نے سفید میمنے کو پکارا۔
وہ آہستہ آہستہ عزیز کے پاس آیا۔
غالباً سنیژوک بھورے میمنے کیوجہ سے جل کر مالک سے ناراض ہو گیا تھا۔ اس نے شک کے ساتھ سینگ والے کو سونگھا جو اب گھاس پر لیٹا دھوپ کھا رہا تھا۔ دوسرے میمنوں نے بھی سینگ والے کو سونگھا۔
''بھاگو یہاں سے،، عزیز نے ھاتھ ھلایا،، میرے سینگ والے کو آرام کرنے دو۔ اس نے ابھی کھایا ھے۔،،
میمنے وھاں سے چلے گئے اور ایک طرف چرنے لگے۔
جلدھی بھورے میمنے نے گھاس کھانا بالکل بند کردی۔ اب وہ صرف دلیا اور روٹی کھاتا تھا۔
عزیز بہت خوش تھا۔ سارے دن وہ اپنے پیارے کے ساتھ کھیلتا۔ اس کو ٹکر لینا سکھاتا۔
بھورا میمنا بڑھنے اور موٹا ھونے لگا اور اس کی سینگیں بھی بڑی ھونے لگیں۔
اور ایک دن ایسا ھوا کہ عزیز گلے سے ذرا دور گھاس پر لیٹا تھا کہ اس نے کچھ شور سنا۔ ھوا یہ کہ سینگ والا کسی اور میمنے پر پل پڑا۔
یہ تھا کالا بلا سینگوں والا میمنا۔ ظاھر ھے کہ وہ سینگ والے کے مقابلے میں نہیں کھڑا ھوسکا اور بھاگ گیا۔
عزیز نے خوش ھوکر کہا:
''شاباش، سینگدار، تو میرے گلے میں سب سے طاقتور ھوگا۔،،
اس نے دوسرے میمنے کو پکڑکر اس کے سامنے کھڑا کیا تاکہ وہ دونوں ٹکریں لیں۔
سینگ والا فوراً تاڑ گیا کہ کیا کرنا ھے اور اتنی زور سے میمنے کے ٹکر لگائی کہ وہ ایک طرف لنڈھک کر دور جا رھا۔
ایک بار باپ نے دلیا کے بورے کو بالکل خالی دیکھ کر بیٹے سے کہا:
''سینگ والے کو دلیا کھلانا بند کر۔ وہ ویسے ھی سب سے بڑا ھے دلیا تو بیمار میمنوں کے لئے ھے۔،،
عزیز نے ناراضگی سے تیوری چڑھائی۔
''اچھا، نہیں سہی۔ اگر تمھیں دلیا کا افسوس ھے تو میں اس کو اپنا کھانا دونگا۔،،
باپ نے بیٹے کو ملامت بھری آنکھوں سے دیکھا لیکن بحث نہ کی۔
اور سینگ والا تب سے اور بھی شیر ھو گیا۔ کسی میمنے کو دیکھا نہیں کہ ٹکر لینے کے لئے تیار ھوگیا۔ سب میمنوں سے مقابلہ ھوا اور ایک دن اس نے سنیژوک پر بھی حملہ کر دیا۔
سنیژوک لڑا نہیں بلکہ اس نے صرف عزیز کی طرف دیکھا گویا مدد کی امید کر رھا ھو۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ عزیز سینگ والے کی پیٹھ پیار سے سہلا رھا ھے وہ چراگاہ میں باپ کے میمنوں کے پاس چلا گیا اور پھر عزیز کے گلے میں لوٹ کر کبھی نہیں آیا۔
جاڑوں میں سینگ والا میمنوں میں سب سے طاقتور اور جیالا ھوگیا۔ وہ کتوں پر بھی دھاوا بولنے سے نہیں جھجکتا تھا۔

سینگ والا
بے سینگ ہوگیا

ایک دن عزیز سینگ والے کے ساتھ پڑوس کے گلے میں گیا۔ وہاں اس کی ملاقات اس کے دوست سلطان سے ہوگئی۔

''ہے تمھارے یہاں کوئی سینگدار میمنا؟ میرے سے لڑا کر دیکھو،، عزیز نے ڈینگ مارتے ہوئے اپنے پیارے کی سینگیں پکڑکر کہا۔

سلطان نے اس طرح سرہلایا جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔

''چاہو، تو تم کو ٹکردے سکتا ہے؟،،

''کوشش کرو، اگر تم کر سکتے ہو،، سلطان نے کہا۔

''بس بعد کو رونا نہیں،، عزیز نے میمنے کو سلطان کی طرف موڑا اور چلایا: ''لینا ہے، سینگ والے، لینا!،،

سینگ والا تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر سلطان پر ٹوٹ پڑا۔ سلطان برف پر گرگیا اور ڈر کر چلایا:

''بس ہو چکا! بس!،،

عزیز نے میمنے کو الگ ہٹایا اور ہنس کر پوچھا:

''اچھا، تو اب یقین آیا؟!،،

''یقین کرتا ہوں،، اپنے اوپر سے برف جھاڑتے ہوئے سلطان نے کہا ''کل اپنے سینگ والے

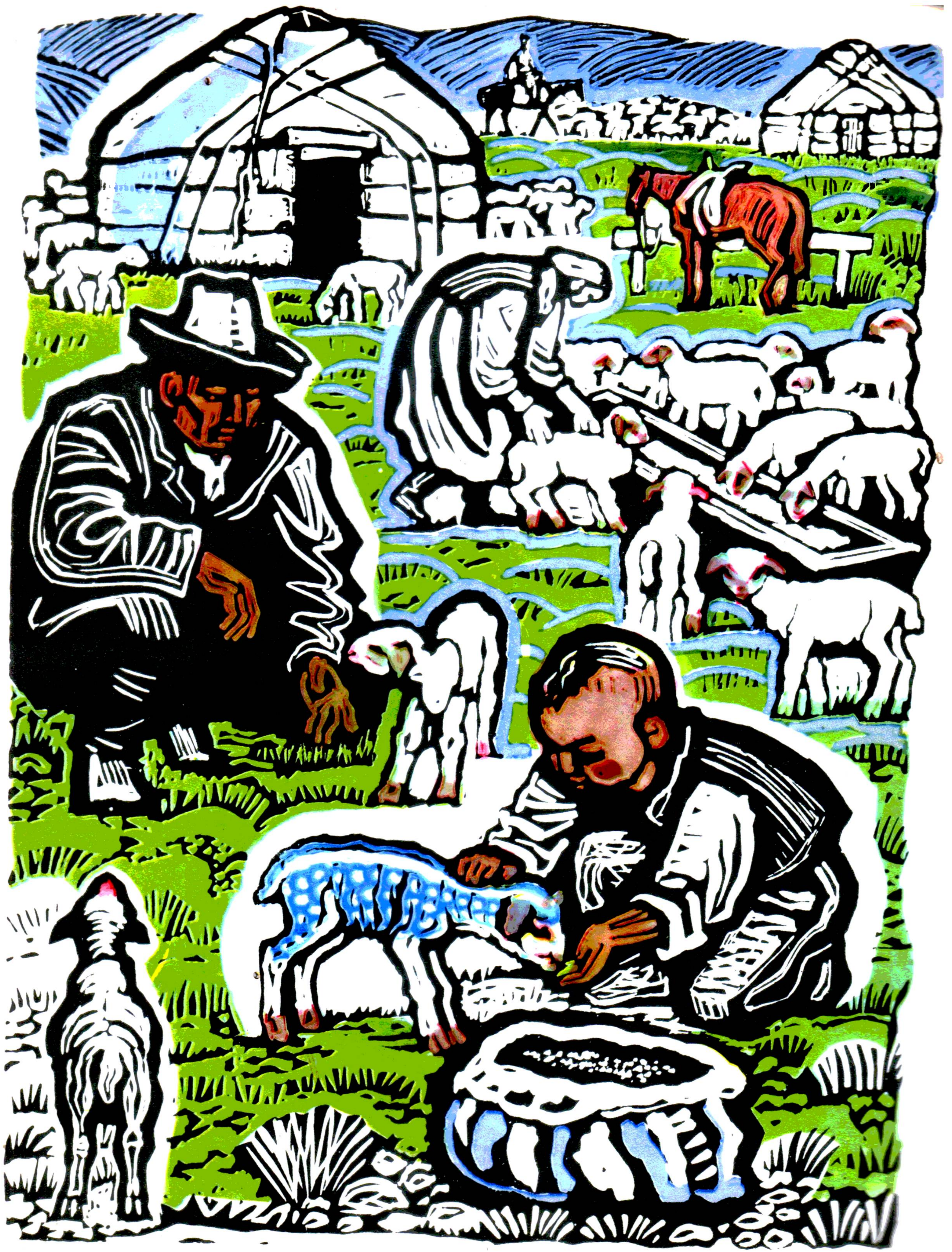

کے ساتھ آنا۔ میں اس کے لئے مناسب جوڑ ڈھونڈھ نکالونگا۔ ایک دوسرے سے ملادیں گے ان کو۔،،

دوسرے دن جب باپ نے میمنے چراگاہ کو ہنکا دئے تو عزیز اپنے سینگ والے کو لیکر سلطان کے پاس پہنچا۔

سلطان نے عزیز سے ذرا انتظار کرنے کو کہا، باڑے میں گیا اور وہاں سے ایک سفید بھیڑا جس کی سینگیں موٹی اور خمدار تھیں ہنکا کر باہر نکالا۔

اس کو دیکھ کر عزیز نے سر ہلایا۔

''نہیں، یہ منظور نہیں ہے۔ یہ تو بڑا بھیڑا ہے اور میرا میمنا ہے۔،،

سلطان دوڑ کر اس کے پاس آیا اور ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا:

''ڈر نہیں! یہ تو ٹکر نہیں لے سکتا۔ اب بوڑھا ہوگیا ہے۔،،

اور واقعہ یہی تھا۔ بھیڑا آہستہ سے کھسک کر ایک طرف ہو گیا۔ وہ لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

''یہ تو سچ ہے،، عزیز نے سوچا ''سب میرے سینگ والے سے ہارگئے۔ اب اس کو بوڑھے بھیڑے سے لڑانا ھی چاھئے!،،

اس نے میمنے کو چھوڑ دیا اور چلایا:

''لینا ہے، سینگ والے، لینا۔ مار ٹکر اس کے۔،،

سینگ والا سفید بھیڑے پر ٹوٹ پڑا اور کئی بار اس کے پہلو میں ٹکریں ماریں۔

پہلے تو بھیڑے نے کوئی توجہ نہیں کی لیکن بعد کو اس کو غصہ آیا۔ اس نے میمنے کو غصہ بھری لال لال آنکھوں سے دیکھا اور اپنی بڑی سینگ سے اس کے ٹکر ماری۔

میمنا پیچھے ہٹ گیا اور پھر اچک کر بھیڑے کی خمدار سینگ پر جھپٹا اور زور کی ٹکر لگائی۔

اور اب میمنے کی چھوٹی سینگ بھیڑے کی خمدار سینگ میں الجھ گئی اور دونوں نے الگ ہونے کی بہتیری کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

اب بھیڑے کو واقعی غصہ آگیا۔ لڑکے بھی ان کی مدد نہ کر سکے جب بوڑھے بھیڑے نے سینگ والے میمنے کو ہوا میں اٹھا کر دو تین بار جھٹکا۔ ایک چٹاخا ہوا اور میمنا اڑ کر ایک طرف گرا۔

عزیز اپنے سینگ والے کی طرف دوڑا۔ دیکھتا کیا ہے کہ وہ خون میں لت پت پڑا ہے اور سینگیں غائب ہیں۔

عزیز رونے لگا۔ سفید بھیڑے اور اس کے مالک کو جی بھر کر برا بھلا کہا۔

زخمی میمنے کو گھر لانا پڑا۔

اور جب عزیز آنسو بہاتا باپ کے پاس گیا تو اس نے کہا:

''بیٹا، تمہاری اپنی غلطی ہے۔ میمنے کے لاڈپیار کی ضرورت نہیں تھی ابھی اس کو اور لڑنا سکھانا تھا۔ یہ تم کو بھی اپاھج بنا سکتا تھا۔ رو نہیں بلکہ خوش ہو کہ تمہارے پیارے کے سینگ نہیں رہے۔ یہ اس کے لئے اچھا ہوگا۔ وہ سکون سے رہے گا۔،،

ماں نے خیمے سے نکل کر میمنے کو لیا اور کہا کہ کل اس کو پھر گلے میں لے جانا۔

•

''یہ وہاں جلد ٹھیک ہو جائےگا۔ لیکن اب لڑیگا کبھی نہیں۔،،
باپ نے عزیز کے پاس جاکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بولا :
''بیٹا، کام پر چلنے کا وقت آگیا۔ آج ہم اپنے گلے کو نئی چراگاہ لے جائیں گے۔ اپنے میمنے کے لئے پریشان تو نہیں ہو؟،،
''نہیں،، عزیز نے کہا ،،پریشان نہیں ہوں۔ اب سچ مچ میں اس کی دیکھبھال کر سکونگا۔،،

کسن قارئین سے

عزیز دوستو !

یه کتاب مشہور سوویت مصنف شکوربیک بیئشینالیئف نے بچوں کے لئے لکھی ہے۔ وہ سوویت یونین کی ایک جنوبی رپبلک قرغیزیه کے رہنے والے ہیں اور وہیں کام بھی کرتے ہیں۔ انھوں نے متعدد ناولیں، کہانیاں اور قصے اپنی قرغیزی زبان میں بڑوں اور بچوں کے لئے لکھی ہیں۔

کیا تم کو یه کتاب پسند آئی؟

دارالاشاعت ''ترقی،، تمھارا بہت شکر گذار ہوگا اگر تم اور تمھارے والدین اس کے بارے میں ہمیں اپنی رائے بھیجیں گے۔

ہمارا پته :

زوبوفسکی بولوار، ۲۱

ماسکو۔ سوویت یونین

ترجمہ : حبیب الرحمن
ڈیزائن : ایلینا

ШУКУРБЕК БЕЙШЕНАЛИЕВ

РОГАТЫЙ ЯГНЁНОК

На языке урду

دارالاشاعت ترقی
ماسکو